بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزادی صحافت کی آڑ میں اسلام کی تضحیک.... لمحہ فکریہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم:

نیکی اور بدی کا ساتھ ازل سے ہی چلا آرہا ہے اللہ تعالیٰ نے جب سے شیطان کو مردود اور رجیم قرار دیکر دھتکار دیا تو اس نے بھی یوم الدین تک مہلت طلب کی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ میں بھی بدی کی تشہیر پورے کروفر سے کروں گا۔ اور لوگوں کی بڑی تعداد کو اپنا ہمنوا بناؤں گا۔ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

قال فاهبط منها فما يكون لك ان تتكبر فيها فاخرج انك من الصغرين ○ قال انظرني الى يوم يبعثون ○ قال انك من المنظرين ○ قال فبما اغويتني لاقعدن لهم صراطك المستقيم○ ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمنهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم شكرين قال اخرج منها مذء وما مدحورالمن تبعك منهم لاملان جهنم منكم اجمعين

شیطان نے اولاد آدم کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لئے سینکڑوں پرکشش طریقے ایجاد کر لئے اللہ تعالیٰ سے بغاوت، انبیاء کی مخالفت، بدی، فحاشی، عریانی، اخلاقی گراوٹ اور گمراہی و ضلالت کو عام کرنے کے کام کو اپنے تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ انسانوں اور جنوں سے اپنے چیلے تیار کئے۔ اور انکی خدمات حاصل کیں۔

الذی یوسوس فی صدور الناس ○ من الجنۃ والناس ○

انسانوں میں سے جنہوں نے شیطان کا راستہ اختیار کیا۔ ان کی تعداد بھی معمولی نہیں۔ گمراہی کو عام کرنے میں مردوں نے تو اپنا کردار ادا کیا۔ لیکن اس کی دعوت کو پرکشش بنانے اور سادہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے مرکزی کردار عورت سے کرایا گیا۔ یہ شیطان ہی کا تو کمال ہے کہ عورت کو جاذب نظر بنانے کے لئے اسے عریاں یا نیم عریاں لباس میں محفل کی زینت بناتا ہے اس کے قلب وذہن میں یہ بات پختہ کر دیتا ہے کہ یہی تو تیرا بنیادی حق ہے عورت کو بے حجاب اور بے لباس کرنے کے بعد شیطان کا عمل ختم ہو جاتا ہے اب اس کا کردار یہی عورت ادا کرتی ہے پوری دنیا پر طائرانہ نظر ڈال کر دیکھیں ہر جگہ عورت ہی اشتہار کی زینت اور ماڈل نظر آئے گی۔ روز مرہ کی عام چیز سے لیکر بھاری بھرکم مشینری تک کو فروخت کرنے کے لئے بیچاری عورت کو ہی اشتہار بنایا جاتا ہے اس بے جا نمود و نمائش پر احتجاج کی بجائے مزید طلب موجود ہے۔ شیطان نے اسے اپنا نمائندہ بنا ڈالا۔ لیکن یہ تسلیم کرنے سے انکاری ہے کہ وہ کسی کی آلہ کار ہے۔

دکھ کی بات تو یہ ہے کہ وہ خواتین جو بظاہر مسلمان گھروں میں جنم لیتی ہیں نام بھی اسلامی ہیں لیکن ان کے کرتوت اور قول وفعل ...... جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود ..... کے مصداق ہیں اپنے آپ کو ماڈرن' روشن خیال اور ترقی پسند ظاہر کرنے کے لئے تمام حدود سے تجاوز کر جاتی ہیں نیم برہنہ لباس' بکھری زلفیں' مخلوط طرز زندگی محض اس لئے کہ لوگ انہیں عورتوں کی آزادی کی نمائندہ اور مردوں کے ساتھ مساویانہ حقوق کی علمبردار قرار دیں۔ اس پر بس نہیں بلکہ اپنے آقا شیطان کو خوش کرنے کے لئے اسلام جیسے پاکیزہ اور عفت وعصمت کے محافظ نظام کو دقیانوسی قرار دیتی ہیں اس کا تمسخر اڑاتی ہیں اسلام اہل اسلام اور شعائر اسلام کی تضحیک وتذلیل کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

آج کل یہ سارے شیطانی عمل آزادیٔ صحافت کی آڑ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ مکروہ کام بڑی بے باکی اور ڈھٹائی سے کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل اہل یورپ یہ کام ملعون رشدی سے لے رہے ہیں لیکن اب اس کا دائرہ کار مزید بڑھا دیا گیا ہے

مسلمانوں کی بے حسی اور علماء کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر بنگلہ دیش میں ملعونہ تسلیمہ نسرین سے وہ کام لیا گیا جو ایک متشدد یہودی بھی نہ کر سکا۔ اور اب پاکستان میں بھی ایسے کردار جنم لے رہے ہیں۔ ابتدائی طور پر مختصر کالم کے ذریعے پاکستانی مسلمانوں کو ٹٹولا جا رہا ہے۔ ایک سے بڑھ کر دوسرا کالم منظر عام پر آرہا ہے۔ موجودہ نسوانی حکومت میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کا کام بڑی دیدہ دلیری سے ہو رہے ہیں جس میں ایک نمایاں نام کشور ناہید کا ہے جو اپنی (بزعم خود) روشن خیالی اور آزادی فکر کا اظہار روزنامہ "جنگ" کے ذریعے کرتی رہتی ہیں۔

ہم محترمہ کے کالم یہاں دوبارہ نقل نہیں کریں گے۔ کیونکہ اکثر قارئین کی نظر سے وہ گزر چکے ہوں گے لیکن چند مقامات ایسے ہیں جن کا ذکر اور تعاقب کئے بغیر گزارہ نہیں۔

محترمہ کے تمام کالم روزنامہ "جنگ" میں شائع ہوتے ہیں جنگ جیسا اخبار بھی ان کے تقریباً تمام کالموں کو اس نوٹ کے ساتھ شائع کرتا رہا ہے "ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں" یہ نوٹ بھی اس بات کا غماض ہے کہ کالم کے مندرجات ایسے ہیں جن سے اتفاق ناممکن ہے۔

محترمہ! اسلام، اسلامی اقدار و روایات، اسلامی ثقافت اور اس کے عالمگیر نظام سے اس قدر نالاں ہیں کہ ان کا ہر کالم کسی معاشرتی مسئلہ سے شروع ہوتا ہے اور اسلام کی تضحیک اور تذلیل پر ختم ہوتا ہے۔ مثلاً انہوں نے اپنے ایک کالم میں غالباً سندھ میں جاری ایک ظالمانہ رسم "کارو کاری" کا ذکر کیا جو صدیوں سے جاری ہے جس کے تحت اگر کوئی لڑکا لڑکی زنا کے سلسلہ میں پکڑے جائیں۔ تو ان کا فیصلہ جرگہ کرتا ہے سزا کا بدل بھی موجود ہے۔ یعنی نقد رقم کی ادائیگی پر سزا معاف کر دی جاتی ہے لڑکا رقم ادا کر کے فارغ ہو جاتا ہے جبکہ لڑکی کو بھی اگر کوئی خرید لے تو اسے معاف کر دیا جاتا ہے یہ رقم لڑکی کا والد وصول کرتا ہے اور لڑکی خریدنے والا اس سے جو چاہے سلوک کرے۔ وغیرہ اب اس کے بعد محترمہ اس کی تمام تر ذمہ داری اسلامی حدود اور حدود آرڈیننس کو قرار دیتی ہیں جن کی موجودگی میں کوئی عورت تھانہ کے ذریعے اس کو ختم نہیں کرا سکتی۔

سوال یہ ہے؟ کیا یہ سفاکانہ رسم "جو سندھ یا کسی علاقے میں بھی جاری ہے" اسلام کی جاری کردہ ہے یا شریعت اس کی تائید و نصرت کرتی ہے اسلامی حدود یا تعزیرات میں اس کا کہیں ذکر ملتا ہے یا ہماری پندرہ سو سالہ تاریخ میں کسی مسلمان حکمران نے اس کو جاری رکھنے کا عندیہ دیا ہو۔ اس بیہودہ رسم کا اسلام کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں۔ کاش محترمہ نے اسلام کے نظام عفت و عصمت کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا۔

اسلام عورت کی عصمت کا محافظ ہے بے گناہ خواتین پر الزام لگانے والوں کو مجرم قرار دیا ہے اور اسکی سخت سزا مقرر کی۔ سورۃ نور میں ارشاد ہے "والذین یرمون المحصنت ثم لم یا تو باربعة شهداء فاجلد وهم ثمانین جلدة و لا تقبلو الہم شہادۃ ابدا و اولئک هم الفسقون"

ایسے لوگ جو کسی پاک باز خاتون پر الزام لگاتے ہیں اور اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے گواہ پیش نہیں کر سکتے۔ انہیں اسی درے لگائے جائیں اس پر بس نہیں بلکہ ان کی اس الزام تراشی سے یہ ہمارے معاشرے میں غیر معتبر ہو گئے ہیں لہٰذا آئندہ کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ کیونکہ یہ لوگ فاسق ہیں اس شرعی قانون کی رو سے کسی کو یہ جرات نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ محض لطف اندوزی کے لئے کسی پر تہمت لگا سکے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو سزا کا مستحق ہے کوئی مسلمان یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ اس قانون کی زد میں آئے اب صرف وہی معاملہ سامنے آئے گا جس میں تمام قانونی تقاضے پورے ہوتے ہیں اور پوری چار شہادتیں میسر ہوں۔ ایسی صورت میں جب قضیہ قاضی کے پاس پہنچ گیا تو اس میں معافی کی گنجائش کہاں..... انہیں قانون کے مطابق سزا ملے گی یہ ناممکن ہے کہ اس کا معاوضہ دیکر سزا معاف کرالی جائے یا اس میں تخفیف کرالی جائے اس ضمن میں سورۃ نور میں ارشاد ہے۔ "الزانية و الزانی فاجلد واكل واحد منهما مائة جلدة و لا تاخذكم بهما رافة في دين الله ان كنتم تومنون بالله واليوم الاخر ويشهد عذابهما طائفة من المومنين"

اگر زنا کے مرتکب لڑکا اور لڑکی ابھی کنوارے ہیں تو ان کی سزا سو درے ہیں اور یہ سزا برسرعام دی جائے گی۔ اور اس میں کسی قسم کی نرمی روا نہیں رکھی جائے گی مزید احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد الجہنی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک کا لڑکا دوسرے کے پاس ملازم تھا وہ اسکی بیوی کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوا لڑکے کے والد نے سو بکریاں اور ایک لونڈی دیکر اسکو راضی کرلیا۔ جب انہوں نے یہ مقدمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ آج میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا فرمایا "الولیدۃ والغنم ردعلیک وعلی ابنک مائۃ جلدۃ و تغریب عام" کہ لونڈی اور بکریاں تمہیں واپس کی جائیں گی جبکہ آپ کے بیٹے کو سو درے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہوگی (کیونکہ وہ کنوارہ تھا) جبکہ خاتون کے بارے میں فرمایا (فان اعترفت فارجمھا) اگر وہ زنا کرنے کا اعتراف کرتی ہے تو اس کو رجم کر دو اس نے اعتراف کرلیا اور سزا پر عمل درآمد ہوگیا۔ اس سے واضح اور کیا حدیث ہو سکتی ہے جس میں زنا کے مرتکب کو صرف سزا دی گئی ہے اور اسلام نے معاوضہ واپس کردیا ہے۔ اب محترمہ سندھ میں جاری اس ظالمانہ رسم کا ذمہ دار اسلامی حدود کو گردانتی ہیں جبکہ اسلام صریحاً اس رسم کے خلاف آج سے چودہ سو سال پہلے فیصلہ صادر کرچکا ہے۔ محترمہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے برعکس وہ جس نظام کی دلدادہ ہیں "تعزیرات پاکستان" اس میں زنا اگر رضامندی سے کیا جائے تو اس پر سزا نہیں اور برصغیر میں انگریز ایک عرصہ تک قابض رہے۔ اگر انکا نظام اتنا ہی اعلیٰ وارفع تھا وہ اس نامراد رسم کو کیوں نہ ختم کرسکا۔ اس پر کیوں تنقید نہیں ہوئی۔ اصل قصہ یہ ہے کہ محترمہ صرف اسلام کو ہی تضحیک کا نشانہ بنانا چاہتی ہیں۔

ایک اور کالم میں محترمہ نے یہ سرخی جمائی ہے "کیا تعلیمی اداروں کی غیر نصابی سرگرمیاں غیر شرعی ہوتی ہیں؟ اور اس کی ابتداء ان الفاظ سے کرتی ہیں "بھلا ہو ہماری

ایک کونسل کا (کونسل سے مراد اسلامی نظریاتی کونسل) کہ اس کے طفیل پاکستان میں محبوسیت کا ماحول فروغ پا رہا ہے" اس کونسل نے کیا کیا ہے۔ لکھتی ہیں "کہ تعلیمی اداروں میں موصول ہونے والے ایک مراسلہ میں ان اداروں میں ہر قسم کے لوک رقص، گانے، دھمال، لڈی ڈالنے، بھنگڑا ڈالنے ہیرو غیرہ پڑھنے پر پابندی ہے کیونکہ یہ شیطانی حرکات ہیں۔ اسلام ان سے منع کرتا ہے" محترمہ نے پورے کالم میں طنزیہ انداز اختیار کیا ہے اور جابجا شریعت کے متفق علیہ مسائل کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی ہے اور اپنے کالم میں یہ بات ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے کہ دھمال رقص، ڈانس، موسیقی، گیت گانے کا بھرپور مظاہرہ کرنے والے غیر معمولی صلاحیت کے مالک بن جاتے ہیں۔

ان کے نزدیک پاکستان میں صرف وہی لوگ قابل فخر ہیں جنہیں تھر تھرانے کے ڈھنگ آتے ہوں اور جن کے قلب و ذہن اس خناس سے بھرے ہوئے ہوں اور جن حضرات پر ناز کرتی ہیں ان کا معیار تو ملاحظہ فرمائیں۔ مثلاً بہترین سٹارز نعیم طاہر، یاسمین طاہر اور شعیب ہاشمی تھیٹر کی بوباس لیکر دنیا میں وارد ہوئے تھے یہ کالجوں میں غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے وہ سرگرمیاں کیا ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں "لڑکوں کے لڑکیوں کے روپ میں آنے اور لڑکیوں کا لڑکوں کے بہروپ میں ظاہر ہونے کی قید بھی ان ہی کالجوں نے توڑی ہے چونکہ ان کاموں کو بہت وقعت دی جاتی تھی اور اس پر بس نہیں بلکہ محترمہ کے نزدیک فیض، حنیف رامے، شاکر علی، پروین شاکر، اور فہمیدہ ریاض بھی غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی وجہ سے شہرت حاصل کرسکے اور باصلاحیت ہوئے بھلا کون نہیں جانتا کہ فہمیدہ ریاض ہندوؤں کے چرنوں میں بیٹھ کر پاکستان اور اسلام کے خلاف کتنی ہرزہ سرائی کرتی رہی ہیں اور دیگر شخصیتوں کا کردار بھی کوئی قابل فخر نہیں ہے لیکن محترمہ چونکہ نئے کلچر کی ترجمان ہیں ان کے نزدیک اس لہو و لعب میں شرکت کرنے سے ہی ذہنی تربیت اور سماجی شعور پرورش پاتا ہے اپنے۔ مغربی آقاؤں کی بھرپور نمائندگی کرتی ہیں پاکستان میں بھی مغربی معاشرے کے خواب دیکھنا چاہتی ہیں محترمہ کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ پاکستان میں بسنے والے لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے اسلام سے ان کی وابستگی

کا مفہوم ہی یہی ہے کہ ان کا اپنا کلچر ہے اپنی پہچان ہے مخصوص طرز زندگی ہے جس سے باہر نکلنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ محترمہ کو سب سے زیادہ تکلیف اس بات سے ہوئی ہے کہ دھمال، رقص موسیقی وغیرہ کو شیطانی حرکات کیوں کہا گیا ہے جبکہ اپنے موقف کی تائید میں انہوں نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اشارۃ وکنایۃ زمانہ جاہلیت کے شعراء کو بھی پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ لحن اور نغمگی کی لذت حضرت حسان بن ثابت کے ذریعہ فروغ پاتی ہوئی تاریخ میں درج ہے۔

اس بات سے یہ تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ شریعت نے دھمال، لڈی، رقص، موسیقی کو جائز قرار دے دیا ہے۔ البتہ اشعار کے پڑھنے یا گنگنانے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔ وہ اشعار جن میں حکمت دانائی او عمدہ بات کی گئی ہو اسے آپ نے پسند فرمایا آپ کا ارشاد ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشعرلحکمۃ"

بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں اس میں شک نہیں بعض اشعار میں بہت خوش اسلوبی کے ساتھ اعلیٰ اور حکمت کی باتیں کی گئی ہیں یہ اشعار زمانہ جاہلیت کے ہوں یا زمانہ اسلام کے قدیم شعراء کے ہوں یا زمانہ جدید کے' مولانا حالی علامہ اقبال' حفیظ جالندھری ایسے بلند پایہ شعراء کے اشعار بلاشبہ خطبوں اور تقاریر میں بطور حوالہ پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسی شاعری جس میں عریاں فحاشی' عورتوں کی محاسن ... ' مبالغہ آرائی' ہجو اور یاوہ گوئی کی گئی ہو ایسے اشعار کو حضرت ﷺ نے نہ صرف ناپسند کیا ہے بلکہ سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں اور اندازہ لگائیں کہ ایسے فحش اشعار کے بارے میں کس قدر کراہت کا اظہار کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ' عبداللہ بن ... سعد بن ابی وقاص' ... رضی اللہ عنہم اجمعین ایسے جلیل القدر صحابہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ... الفاظ یہ ہیں "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یمتلئ جوف احد کم قیحا خیرلہ من ان یمتلئ شعرا" ... سے کسی شخص کا خول (پیٹ) پیپ سے بھر جانا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ

شعر سے بھر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور کبھی اشعار بھی اپنی تقریروں میں استعمال فرماتے ... انہوں نے فرمایا شعر سے بڑھ کر آپ کو کسی چیز سے نفرت نہ تھی البتہ کبھی ھبار بنی قیس کے شاعر کا ایک شعر پڑھتے تھے مگر اول کو آخر اور آخر کو اول پڑھ جاتے تھے حضرت ابوبکر فرماتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہیں بلکہ یوں ہیں تو آپ فرماتے کہ بھائی میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شعر گوئی میرے کرنے کا کام ہے اس حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اشعار کو زیادہ پسندیدگی سے نہ لیتے تھے بلکہ قرآن حکیم نے تو بات بالکل واضح کر دی فرمایا "وما علمنہ الشعر وماینبغی لہ" ہم نے اس کو شعر نہیں سکھایا ہے نہ یہ اس کے کرنے کا کام ہے۔

اب محترمہ کے پسندیدہ شاعر فیض احمد فیض، پروین شاکر یا فہمیدہ ریاض ہیں جن کی توصیف میں یہ کالم لکھا گیا ہے سب جانتے ہیں کہ انکا کس قبیل سے تعلق ہے اور ان کے اشعار کس کس معیار کے ہیں جن میں عشق بازی، شراب نوشی، ہجر اور وصل کے مضامین کے سوا ہے کیا؟

محترمہ کا ایک اور کالم جس میں انہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کی اس سفارش پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا ہے کہ فلموں، ڈراموں میں کوئی ایسا منظر نہ دکھایا جائے جس میں شراب پینے کے مناظر ہوں اور اس پر مستزاد یہ کہ دوپٹے کے بغیر بھی کوئی عورت کا کردار نہ دیکھایا جائے۔ یوں تو پورا کالم ہی بحث طلب ہے مگر ہم یہاں صرف انہی باتوں پر اپنی گفتگو محدود رکھیں گے۔

شراب کی حرمت قرآنی نصوص سے ثابت ہے ارشاد ہے "ان الخمر والمیسر والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ" یہ صرف اسلامی نظریاتی کونسل کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اسکا استعمال کرنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس پر شرعی حد واجب ہے اور شریعت کی رو سے جو چیز حرام ہو۔ اسکی قلیل مقدار بھی حرام ہے اور اس کا استعمال نہ صرف کھلے عام ممنوع ہے بلکہ در...

استعمال حرام ہے چہ جائیکہ محترمہ اس پابندی پر تعجب کا اظہار فرمائیں۔

اسلام دین فطرت ہے اس کے جملہ احکامات اور نواھی بشری تقاضوں کے عین مطابق ہیں وہ چیزیں جو حرام قرار دے دی گئی ہیں ان کا استعمال تو کسی صورت بھی جائز نہیں خواہ کھلے عام ہو یا درپردہ لیکن دین اسلام نے ایسی چیزیں جو حلال ہیں ان کا بھی سرعام مظاہرہ کرنے سے منع فرما دیا۔ اور خود انسانی فطرت بھی اسکو برسرعام کرنے میں کراہت محسوس کرتی ہے۔ مثلاً نکاح کے بعد میاں بیوی کے تعلقات اور حق زوجیت ادا کرنا کیا کوئی مسلمان پسند کرے گا کہ وہ بازار میں اس کا عملی مظاہرہ کرے حالانکہ ان کے درمیان تعلق شرعی لحاظ سے درست ہیں

کیا محترمہ اسکو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہیں اگرچہ ان کے بارے میں اخبارات اور جرائد میں یہ بات آچکی ہے کہ گزشتہ دنوں اسلام آباد میں منعقد ہونے والے ادبی کانفرنس میں مردوں سے باقاعدہ معانقہ کرتی رہی ہیں محترمہ کو جان لینا چاہئے کہ ان کی ان حرکتوں سے وہ زیادہ روشن خیال یا ترقی پسند ثابت نہیں ہوتی بلکہ ان کی حد درجہ بے حیائی اور دین سے بیزاری واضح ہوتی ہے ہم روزنامہ جنگ کے کار پردزان سے سوال کرنے کی جسارت کرتے ہیں کیا یہی ہے آپ کی آزادی صحافت! جس کی آڑ میں ایک مادر پدر آزاد عورت اسلامی حدود کا تمسخر اڑائے اور منکرات اشیاء کی کھلے عام دعوت دے اور اس کی ممانعت پر تعجب بھی کرے اخبار کے مالکان کا یہ اسلام کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ وہ نہ صرف ان کالموں کی اشاعت پر خاموش ہیں بلکہ اسکی اشاعت میں مکمل ممد و معاون ہیں انہیں جان لینا چاہئے کہ اسلام کی نظر میں صرف بدی کا مرتکب ہونے والا برا نہیں بلکہ اس میں سبب بننے والا تعاون کرنے والا اور اس کی دعوت دینے والا سب برابر کے شریک ہیں صحیح حدیث ہے من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئی (رواہ مسلم)

محض کالم کی پیشانی پر نوٹ لکھ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑھے گا۔ کیا جنگ کے ذمہ داران یہ پسند فرمائیں گے کہ وہ ناکردہ فعل میں در لئے جائیں حیرانگی ہے کہ ان کالموں کی اشاعت سے ان کے کیا مفادات وابستہ ہیں یا صرف یہ باور کروانے کے لئے کہ "جنگ" آزادی فکر اور آزادی اظہار پر یقین رکھتا ہے لہذا جو چاہئے جیسے چاہئے لکھ دے جنگ میں شائع ہو سکتا ہے انہیں خود سوچنا چاہئے کیا یہ کالم اسلامی تقاضے ا ملکی استحکام کے ترجمان ہیں کیا یہ پاکستانی معاشرے کے لئے سود مند ہیں محض آزادی صحافت کی آڑ میں اس قسم کی بے مقصد گفتگو اور یاوہ گوئی کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ کشور ناہید بے حیائی کے فروغ اور مخلوط سوسائٹی کی نہ صرف دلدادہ ہیں بلکہ بہت بے قرار ہیں کہ جلد از جلد یہ معاشرہ پاکستان میں فروغ پا جائے۔ فواحش اور اخلاق باختہ باتوں کو عام کرنے اور اس کی تشہیر کرنے والوں کے بارے میں قرآن حکیم کا ایک فرمان ملاحظہ فرمائیں۔

"ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوالھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون" جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

غور فرمائیں جو لوگ اسلام کی تضحیک کریں منکرات اور شیطانی اعمال کی ترجمانی کریں اور انہیں اشاعت دے کر مسلم معاشرے میں بداخلاقی پھیلانے اور امت مسلمہ کے اخلاق پر دھبہ لگانے کی کوششیں کر رہے ہیں وہ نہ صرف آخرت میں سزا کے مستحق ہیں بلکہ دنیا میں ان کی سخت ترین سزا ہے ان فواحش میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جن کے ذریعے انسان کا اخلاق متاثر ہوتا ہو' مثلاً بدکاری کے اڈے' جذبات کو اکسانے والے قصے' اشعار' گیت' موسیقی وغیرہ'

ان کالموں میں محترمہ جن باتوں کا تذکرہ کرتی ہیں اور اسلام کی تذلیل کرتی ہیں منکرات کا کھلے عام کرنے کی دعوت دیتی ہیں کیا بتانا پسند فرمائیں گی کہ وہ کتنے فیصد خواتین کی نمائندہ ہیں اور پاکستان کے کتنے فیصد لوگ اسکا مطالبہ کرتے ہیں اللہ کے فضل سے

پاکستان میں بسنے والی اکثریت مسلمانوں کی ہے ان میں ابھی ایمانی غیرت موجود ہے وہ قطعاً گوارا نہیں کریں گے کہ پاکستانی معاشرہ اس قدر اخلاق باختہ ہو جائے کہ یہاں کھلے بندوں شراب کا استعمال ہو، مخلوط سوسائٹی ہو اور خواتین مردوں معانقے کرتی پھریں۔ نہ جانے محترمہ کس تہذیب اور تصانیف کی ترجمان ہیں انہیں اس بات کا غم کھائے جا رہا ہے کہ پاکستانی خواتین سر پر دوپٹہ کیوں اوڑھتی ہیں، فلموں اور ڈراموں میں شراب پینے کے مناظر کیوں نہیں دیکھائے جاتے، رقص، دھمال، لڈی، موسیقی کو عام کیوں نہیں کیا جاتا..... بھلا کشور ناہید اور اس قبیل کی خواتین وحضرات کی موجودگی میں شیطان کی کیا ضرورت! یہی وہ لوگ ہیں جن پر شیطان کو بھی تکیہ ہے، بدی کی دعوت میں اس سے دو قدم آگے ہیں۔

ہم بصد احترام ان علماء کرام سے بھی استفسار کریں گے جو اس وقت حکومت کی گود میں بیٹھ کر اسلامی نظریاتی کونسل کا تمسخر، اسلامی حدود اور اسلام کی تضحیک وتذلیل سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل میں شریک معزز علماء کی نظر سے یہ کالم نہیں گزرے...... انہوں نے اس کا کیا نوٹس لیا خاص کر ہم مولانا فضل الرحمان، مولانا سمیع الحق مولانا اعظم طارق کی خدمت میں گزارش کریں گے کہ ذاتی مفادات اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی سفیروں کی تقرری وزارتوں اور مشیروں کی آسامیوں کے لئے تو احتجاجی بیانات داغے جا رہے ہیں اور اس وقت تک مخالفانہ بیان بازی جاری رہتی ہے جب تک مطالبات منظور نہ کرلئے جائیں لیکن ان بیہودہ کالموں کی اشاعت پر بدکشائی کیوں نہیں؟

ہم ان سطور کے ذریعے اپنا شدید ترین احتجاج ریکارڈ کروا رہے ہیں اگر حکومت انکا ہاتھ نہیں روکتی اور ان کالموں میں اسلام اور مسلمانوں کی دل آزاری ترک نہ کی تو تمام تر حالات کی ذمہ دار حکومت ہوگی اپنے پہلے دور حکومت میں یہ کام خود حکومت کرتی رہی اور اسلامی حدود وحشیانہ قرار دیتی رہی۔ لیکن اس مرتبہ یہ کام کشور ناہید ایسی خواتین سے لیا جا رہا ہے۔

بے حسی کا یہ عالم ہے کہ کسی نے اسکا سخت نوٹس نہیں لیا اور خاموشی سے اس

صورتحال کو قبول کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ وہ دن نہ دکھائے جب یہ لوگ برسرعام اپنے خطرناک عزائم کا اظہار کرنے لگیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کی عظمت اس کے حدود احکامات اور نواہی کی صحیح ترجمانی کی جائے اور لوگوں کو نظام اسلام کی برکات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں متنبہ کیا جائے کہ وہ شیطانی چالوں سے باز آجائیں پاکستان میں صحیح اسلامی معاشرہ کے قیام میں تعاون فرمائیں اگر ہم قادیانیوں کو اپنے نظریات کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتے۔ تو محترمہ اپنے فاسد نظریات کی اشاعت کس ضابطے کے مطابق کرتی ہیں اور آزادی صحافت کی آڑ میں اسلام کی تضحیک ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

بقیہ :۔ اخبارُ الجامعہ

محفل کے آخر میں تینوں بزرگ مہمانوں نے اپنی مسحور کن آواز میں تلاوت کلام پاک سے سامعین کے قلوب کو منور فرمایا۔ طلباء کے مقابلہ میں اول انعام قاری ظہیر احمد جن کا تعلق جامعہ سلفیہ سے ہے اور دوم انعام قاری بلال احمد جن کا تعلق ستیانہ بنگلہ سے ہے اور سوم انعام قاری سلمان احمد اور قاری عبدالرحمٰن حامد کا تعلق بالترتیب دارالحدیث کمیانہ چک تاندلیانوالہ اور تقویۃ الاسلام اوڈانوالہ سے ہے نے حاصل کیا۔

تقریری مقابلہ مابین طلباء افغانستان ومالدیپ :۔

اسی طرح جامعہ میں افغانی اور مالدیپی طلباء کے مابین ایک دلچسپ تقریری مقابلہ ہوا۔ جس کا عنوان تھا "الدعوة الى الله واسلوبها" اس پروگرام میں عربی اور اردو میں تقریر کرنے کی اجازت تھی جبکہ صورت حال یہ تھی کہ شرکت کرنے والے تمام افراد عربی اور اردو زبان سے گہری واقفیت نہ رکھتے تھے اس کے باوجود طلباء نے اپنی عمدہ صلاحیتوں کا اظہار کیا اور سامعین کو محظوظ فرمایا دلچسپ بات یہ تھی کہ پہلے تینوں انعام افغانی طلباء نے حاصل کئے جن کے نام بالترتیب یہ ہیں ا۔ عبدالناصر، ۲۔ نصیراللہ، ۳۔ حامد اللہ جبکہ خصوصی انعام علی زاہد نے حاصل کیا جس کا تعلق مالدیپ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ طلباء کے علم و عمل میں مزید برکت فرمائے۔ آمین